رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۹۳

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ

شرح قیمت
ہر صورت میں پیشگی وصول ہوگی
مربیان الحکم ۱۰ عہ
معاونین ۵ عہ
عام قیمت ۲ ؎

الحکم

چھپا دست ہمت میں زور قضا ہے
مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا ہے

ایڈیٹر و مالک شیخ یعقوب علی تراب احمدی (عرفانی)

جلد ۱ | قادیان دارالامان ۔ مورخہ ۷ / اکتوبر ۱۹۲۱ء | سلسلہ الجدید | نمبر ۵

آمد محمود

نظم مندرجہ ذیل مورخہ ۳ اکتوبر ۱۹۲۱ء بوقت شام
حضرت خلیفۃ المسیح کے سامنے مسجد مبارک میں پڑھی گئی

مژدۂ آمدِ محمود صبا لائی ہے
آرزو خاطرِ افسردہ کی بر آئی ہے

آؤ بلبل کہ کریں نغمہ سرائی ملکر
اب گیا وقتِ خزاں فصلِ بہار آئی ہے

خندہ پیشانی ہے گل اور ہر اک غنچہ آج
شبنم صبح ہدیٰ منہ پہ جو چھڑکائی ہے

شکر للہ کہ سرسبز ہوا نخلِ مراد
بعد مدت کے دعا میری یہ پھل لائی ہے

چمنِ دین ہوا رشکِ گلستانِ ارم
دشمن دین کی اب آنکھ بھی شرمائی ہے

آج گلزار دیں کیا رنگ جمایا تو نے
جس سے ہر برگ نے تعریف تری گائی ہے

واقعی آج ہے کشمیر بنا خلد بریں
جب سے محمود نے واں جا کے شفا پائی ہے

سینکڑوں دل عقدۂ ظلمت ہوئے روشن انیر
دیں کے اندھوں کو عطا کر دی جو بینائی ہے

مرے اے مہر منور مرے اے بدر منیر
کیا کہوں دل پہ جو ظلمت کی گھٹا چھائی ہے

ہوں عاشق ہیں مرے ہوں یہ دعا کا طالب
طالب علم ہوں میں خواہش گویائی ہے

آگیا فضل عمر جو ہے خلیفہ اپنا
بس اسی واسطے یہ انجمن آرائی ہے

لیکے بیٹھا جو قلم اور ہیں کاغذ و اثق
شعر ہر ایک بنا عاشق سودائی ہے

موپلا قوم کے عجیب و غریب حالات

اخبارات کے پڑھنے والے خوب جانتے ہیں۔ گذشتہ چند ماہ سے اخبارات میں جنوبی ہند کے والے مسلمانوں کی فساد کی خبریں شایع ہو رہی ہیں۔ جنھوں نے بہت سی بدامنی کھڑی کر رکھی ہے۔ گورنمنٹ کے مقابلے میں بغاوت کی۔ تاریں کاٹ ڈالیں۔ ریل کی سڑکیں توڑ دیں۔ عمارتوں کو آگ لگا دی۔ خزانے لوٹے وغیرہ وغیرہ کاروائیاں کیں ابھی تک اس قوم کا چرچا اخبارات میں ہو رہا ہے۔ ہم نے بھی پسند کیا۔ کہ اپنے ناظرین کو موپلا قوم سے کچھ واقفیت کرادیں ؞

ہم کو موپلا قوم یعنی موپلیوں کے ملک میں چھ ماہ رہنے کا موقع ملا ہے۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے ان کی زندگی کے حالات دیکھے۔ ہمارے سلسلہ کی تاریخ کے ساتھ بھی اس قوم کا خاص تعلق ہے۔ موپلا قوم جنوبی ہند میں ساحل مالابار میں آباد ہے۔ یہ قوم تعلیم سے بالکل بے بہرہ ہے۔ مذہبی واقفیت بھی ان کے قریب تک نہیں گئی۔ ان کے ملاں بھی اکثر جاہل مطلق ہیں۔ عوام الناس پر زیادہ مولویوں قاضیوں اور استیدوں کا بہت اثر ہے۔ سید کے لئے ایک خاص لفظ مخصوص ہے۔ جو کسی اور کے لئے نہیں بولا جاتا یعنی تنگل یہ سب سے بڑا ادب کا لفظ ہے۔ دیگر اقوام میں اگر کوئی معزز شخص ہے۔ تو اس کو تنگل کہیں گے۔ مگر تنگل کا لفظ بھول کر بھی کسی پر نہ بولیں گے ؞

یہ قوم اپنے آپ کو عربی خاندانوں کی اولاد بتلاتی ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ آج سے پانچسو برس پیشتر۔ عرب اور مالابار کے درمیان۔ کالی مرچ۔ کافی وغیرہ کی بہت تجارت ہوتی تھی ؞

موپلا قوم انگریزی تعلیم سے نوے فیصدی بے بہرہ ہے۔ دس فیصدی بلکہ اس سے بھی کم طالبعلم مدرسوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ باقی سب یعنی نوے فیصدی ہندو ہیں ؞

جہالت حد سے زیادہ ہے۔ عام طور پر مکتب کھلے ہیں۔ جو مسجدوں میں ہی ہوتے ہیں۔ مسجد کے ملاں صاحب یا تکری صاحب ہی مدرس ہوتے ہیں اور وہ قرآن کریم ناظرہ ہی پڑھا کر تعلیم ختم کر دیتے ہیں ؞

لڑکے والدین کے قابو میں نہیں۔ سخت گستاخ ہیں والدین کا کوئی دباؤ اور اثر ان پر نہیں ؞

شادی میں لڑکے کی قیمت پڑتی ہے۔ جو لڑکی والوں کو ہر حال میں نقد فوراً ادا کرنی پڑتی ہے۔ نکاح کے بعد سب سے پہلا جو کام ہوتا ہے۔ اس غرض کے لئے لوگ مدت تک لڑکے بٹھا چھوڑتے ہیں ؞

عام طور پر شادی پچیس چھبیس سال میں لڑکے کی کرتے ہیں۔ پھر اس عمر تک لڑکوں کا محتاط رہنا از حد مشکل ہے۔ جس کے لئے ان کو ناجائز وسایل اختیار کرنے پڑتے ہیں ؞

باقی آیندہ

میری روانگی مصر اکثر احباب زبانی اور خطوط کے ذریعہ مجھ سے دریافت فرماتے رہتے ہیں کہ تم مصر کب جاؤ گے۔ ان سب احباب کی اطلاع اور درخواست دعا کے لئے یہ سطور درج اخبار کرتا ہوں کہ اس وقت تک میرے پاسپورٹ کے لئے بہت سی دقتیں تھیں مگر بفضلہ تعالےٰ وہ سب اُٹھ گئیں ہیں۔ اور پاسپورٹ مکمل ہو کر گورداسپور میں صاحب ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں آگیا ہے۔ وہاں سے میں ایک دو روز میں لے آؤں گا۔ اس کے بعد روانگی کی تاریخ کا تقرر حضرت خلیفۃ المسیح کے منشا و ارشاد کے ماتحت ہوگا۔ مگر امید ہے۔ کہ جلدی ہی روانگی ہوگی۔ احباب دعا فرماویں ؞

شیخ محمود احمد

الحکم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قادیان دار الامان مورخہ ۷؍ اکتوبر سنہ ۱۹۲۱ء

ہمہ آفاق ز فتنہ و شرے پیُرْ ہمہ

عہد حاضرہ میں جو حالت دنیا کی ہو رہی ہے ۔ وہ کسی طویل تشریح کی محتاج نہیں ۔ ایک عالمگیر تلاطم دنیا کے امن و سکون میں برپا ہے ۔ اور ہر طرف موت اپنا دامن دراز کر رہی ہے یہ عالمگیر مصایب اور ہمہ گیر بلائیں جو دنیا کی تمدنی ۔ اقتصادی مذہبی اور سیاسی حالت میں انقلاب کی وجہ سے پیدا ہو رہی ہیں ۔ ایسی چیزیں نہیں کہ انسان آنکھ بند کئے ہوئے ان سے گذر جائے ۔ عالمگیر اور ہولناک جنگ یورپ ایک مقدمہ تھی ۔ ان بلاؤں کا اور ایک دیباچہ تھی داستان ہول و ہراس کا ۔ خدا کے برگزیدہ بندے مسیح موعود علیہ السلام نے خدا کی وحی سے خبر پا کر دنیا کو اسی ہولناک منظر سے ڈرایا ۔ مگر امن و امان کی زندگی بسر کرنے والے اور اپنی عیش و نشاط کی محفلوں میں مست لوگوں کے لئے وہ آواز صدا بہ صحرا تھی ۔ آخر اس نفخ صور کا وقت آ پہنچا ۔ اور دنیا میں وہ زلزلہ عظیم واقع ہو گیا ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے کہا گیا تھا ۔ کہ دنیا میں ایک نذیر آیا ۔ یہ وحی ظاہر کرتی تھی ۔ کہ دنیا کا کوئی حصہ بھی اس عذاب سے باقی نہ رہے گا ۔ اور اب دنیا دیکھتی ہے کہ نہ یورپ والوں کو قرار ہے ۔ نہ ایشیا کے رہنے والے مطمئن ہیں ۔ نہ جزایر کے بسنے والے سکون کی زندگی بسر کرتے ہیں ۔

ایسی حالت میں جب کہ خدا تعالےٰ کی یہ قہری تجلی نمایاں ہو گئی ہے ۔ احمدی جماعت کا فرض عظیم ہے ۔ کہ وہ اس صداقت اور حقیقت کو آفاق میں پہونچا دے ۔ اگرچہ یہ سچ ہے ۔ کہ دنیا اس وقت اپنی اقتصادی اور تمدنی اور سیاسی مشکلات میں مبتلا ہے ۔ لیکن یقیناً یاد رکھو ۔ کہ

دنیا کے نذیر کی قبولیت کیلئے بھی یہی وقت مقدر ہے

اس وقت اگر ہم ایک متفق عملی قوت کے ساتھ اس صداقت کی اشاعت کے لئے اٹھیں گے ۔ تو یقیناً منزل مقصود کو قریب تر پائیں گے ۔ دنیا کے مدبر اور اہل الرائے دنیوی معاملات کی گتھیوں کے سلجھانے سے عاجز ہو چکے ہیں ۔ اور اپنی تجاویز اور تدابیر کی ناکامیاں ان کے سامنے ہیں ۔ مادہ پرستی کا بت اپنی جگہ سے ہل چکا ہے ۔ اگر ہم ایمانی زندگی کے عملی آثار لے کر زندہ خدا کی طرف انہیں دعوت دیں گے ۔ تو اسے لبیک کہنے کے لئے وہ دیوانہ وار آگے بڑھیں گے ۔ مگر یہ کام محض الفاظ سے پورا نہیں ہو سکتا ۔ خوش اعتقادی ہی اس کی کامیابی کا ذریعہ نہیں ہو سکتی ۔ اس کے لئے ضرورت ہے ۔ کامل ایثار کی ضرورت ہے ۔ حقیقی خود فراموشی کی ضرورت ہے ۔ عمل دوئم کی ۔ اور پھر ضرورت ہے ۔ اخلاص اور یک جہتی کی ؛

اگر ان باتوں کو لے کر ہم نکلیں گے ۔ تو دنیا کیلئے فی الحقیقت فرشتہ رحمت اور امن کی فاختہ ثابت ہونگے عہد حاضرہ کی مصائب پر اس کے چارہ کار جس طریق کو اختیار کر رہے ہیں ۔ وہی طریق تمہارے لئے بھی ایک دوسرے رنگ سے مفید ہونگے ۔ اور یہ خدا کا فضل ہے ۔ کہ اس ہیجان اور جوش نے تدبیر عمل تمہارے سامنے رکھدی ہے ۔ اور جنگ وجدل سے متنفر ہے ۔ مگر وہ اس کا علاج بھی ایک قسم کے جنگ و جدال سے چاہتی ہے ۔ اور یہ مشکل ہے ۔ دنیا کے امن و سکون کو پھر قایم کرنے کیلئے جس چیز کی ضرورت ہے ۔ وہ خدا سے برگشتہ بندوں کو آستانہ الوہیت پر جھکا دینا ہے ۔ اور مذہب کی روح انہیں پیدا کرنا ہے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالےٰ کی وحی خفی کے ماتحت اپنے شرایط بیعت میں

دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد اسی لئے لیا تھا کہ اس وقت مادی ترقیات اور دنیوی اغراض کا ایک سیلاب عظیم برپا ہونے والا تھا ۔ چنانچہ دیکھ لو ۔ کہ مذہب کو بالکل پس پشت ڈال دیا گیا ہے ۔ اور یہ وہی زمانہ ہو گیا ہے ۔ جس کا ذکر قرآن مجید نے ماتتلو الشیاطین علےٰ ملک سلیمٰن میں سبق عبرت و بصیرۃ کے لئے فرمایا ہے ۔ علماء زمانہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پر آسمان کی چھت کے نیچے بدترین مخلوق قرار دے گئے ہیں ۔ انہوں نے اسلام کی زندگی اور مسلمانوں کے احیاء و بقا کو صرف گاندھی جی کی اتباع اور تقلید میں سمجھ لیا ہے ۔ اور اپنے خیالات میں ایسے مست اور منہمک ہیں ۔ کہ اصل غرض اسلام کی بالکل بھول گئی ہے ان حالات میں احمدی جماعت کو خدا تعالےٰ نے مخصوص کیا ہے ۔ کہ وہ اس خدمت کو بجا لائے ۔ اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کر کے آگے بڑھے ۔

اس وقت جب کہ ہر طرف سے دنیا کے لئے جد و جہد ہو رہی ہے ۔ اور احمدی جماعت اسی شور و شر میں بالکل الگ رہ کر اپنا راستہ نکال رہی ہے اس کے لئے مشکلات کا میدان بھی بہت وسیع ہو گیا پہلے ہی اس سلسلہ کے دشمن کچھ نہ تھے ۔ مگر وہ مخالفت مذہبی رنگ میں کی گئی تھی ۔ لیکن اب وہ سب کے سب اتحادی ہو کر اسی سلسلہ کی مخالفت کے لئے دوسرا رنگ اختیار کر چکے ہیں ۔ جو مادی اور سیاسی ہے ۔ یہ لوگ اپنی سیاسی اغراض کے لئے ہر قسم کے اخلاق اور فضائل کو قربان کر دینا معمولی بات سمجھتے ہیں ۔ اس لئے ان سے کوئی توقع بہتری اور بھلائی کی ہماری جماعت کو نہیں ہو سکتی ۔ اور ہم منافقانہ طور پر ان کی ہاں میں ہاں نہیں ملاتے اور نہیں ملا سکتے ۔ پس ہمارے لئے لازمی ہے ۔ کہ ہم

یک در گیر و محکم گیر

کے اصول پر خدا تعالےٰ ہی کو راضی کرنے کی کوششیں کریں اور ہماری ساری طاقتوں اور کوششوں کا منتہا اور مقصد اعلےٰ اسی کی رضا ہو ۔ اس کے واسطے اولاً ضرورت اس امر کی ہے ۔ کہ ہمارا تعلق سلسلہ کے امام کے ساتھ نہایت گہرا ہو ۔ جس جس قدر ہم اس تعلق کو مضبوط کریں گے ۔ اسی قدر وہ ایمان جو اس کو خدائے واحد اور اس کی عجائب در عجائب قدرتوں پر ہے ۔ ہمارے اندر پیدا ہو گا اور اس کے ساتھ ہی وہ عملی قوت پیدا ہو گی ۔ جو اس ایمان سے وہ خدا تعالےٰ کی توفیق پاتا ہے ۔ اور اس عملی قوت سے ہمارے اندر وہ سکینت اور اطمینان پیدا ہو گا ۔ جو اس کا لازمی نتیجہ ہے ۔ کیونکہ

لاخوف علیھم ولاھم یحزنون

کی حقیقی مصداق یہی قوم ہوتی ہے ۔

مجھ کو تعجب ہوتا ہے ۔ جب میں موجودہ زمانہ کے ایجی ٹیٹروں کی تحریروں اور تقریروں میں بے خوفی کا وعظ پڑھتا ہوں ۔ اس لئے کہ خوف کے سلب کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے ۔ جو اسلام کی عملی روح ہے ۔ یہ لوگ اسلام سے دور رہ کر چاہتے ہیں ۔ کہ

نربھتیا (بے خوفی) پیدا کریں

یہ بے خوفی جو وہ پیدا کرنا چاہتے ہیں ۔ وہ حقیقت سے دور ایک چیز ہے ۔ اور اخلاق فاضلہ کو کچل کر پیدا کی جاتی ہے ۔ الحکم کے پڑھنے والے مضامین کے اس سلسلہ میں بہت ہی باتوں کو پائیں گے جو موجودیا کی نکام العمل پر ایک ریویو ہو گا ۔ اور اصل حقیقت کا اظہار ۔

اس وقت میں یہ بتانا چاہتا ہوں ۔ کہ تمام دنیا میں ایک انقلاب عظیم کا تلاطم برپا ہو گیا ۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وحی دنیا میں ایک نذیر

آیا۔ کے ماتحت عذاب اور انذار کا ایک سلسلہ جاری ہو چکا ہے۔ حضرت خلیفہ ثانی کے متعلق جو الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مولود موعود کی بشارت کے سلسلہ میں ہوئے ہیں۔ ان میں اس کا نام عالم کباب بھی رکھا گیا ہے۔ مارچ ۱۹۱۴ء کو اس سلسلہ میں ایک انقلاب حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی وفات سے ہوا۔ اور اسی وقت سے عالم کباب ہونے لگا۔ یہاں تک کہ عالمگیر جنگ شروع ہو گئی۔ جو مقدمہ تھی۔ اس عذاب الیم کا جو دنیا کو عالم کباب بنانے والا تھا۔ پس یہ دور ایک عجیب

خرمی وصل یار سے بینم

کا عہد بھی لاتا ہے۔ میں نے ابھی کہا تھا۔ کہ ضرورت ہے کہ ہمارا تعلق امام کے ساتھ نہایت گہرا اور پیوند نہایت مضبوط ہو تا وہ نصرت و تائید جو خدا کی طرف سے ملتی ہے۔ ہم بھی علے قدر مراتب استعداد سے لے سکیں امام کے ساتھ تعلق سے ہی فضل کو جذب کرنے کی ایسی ہی مثال ہے۔ جیسے کہ پانی کے ایک بڑے نل کے ساتھ چھوٹے نل ہوں۔ جب تک وہ ایک طور پر اس سے ملے ہوئے نہوں۔ انہیں پانی نہیں آسکتا۔ یا درخت کی شاخوں کا اگر جڑ کے ساتھ پیوند نہو۔ تو وہ زندگی ان میں پیدا نہیں ہو سکتی۔ خواہ ان شاخوں کو جو جڑ سے الگ ہیں پانی کے ایک سمندر میں بھی کیوں نہ رکھ دیا جاوے۔ وہ پانی ان کی سرسبزی کا موجب نہو گا۔ بلکہ ان کو خشک کر کے سڑنے کا موجب ہو جائے گا۔ ٹھیک اسی طرح خدا تعالےٰ کے فضل اور نصرت کو جذب کرنے کے لئے ضرورت اسی امر کی ہے۔ کہ ہم امام کے ساتھ اپنا پیوند مضبوط کر لیں۔ اور خصوصاً ایسی حالت میں کہ دنیا میں ایک انقلابی لہر اٹھ چکی ہے۔ اور ایک حرب عظیم دنیا کے امن میں پیدا ہو رہی ہے۔ ایسے موقعہ پر انسان کو جس ڈھال کی ضرورت ہے وہ امام ہی کی ڈھال ہے۔ کیونکہ الامام جنۃ"

فرمایا گیا ہے۔ پس اس عہد فتن و انقلاب میں ہماری کامیابی اور با امن زندگی کا مدار اسی پر ہے۔ کہ سلسلہ احمدیہ کے اغراض اور نصب العین کو پورا کرنے کیلئے پوری قوت اور طاقت کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوں۔ اور اس کے لئے پہلی شرط یہ ہے۔ کہ

امام کے ساتھ ہمارا تعلق مضبوط ہو

ممالک امریکہ میں اشاعت اسلام کی رپورٹ

اللہ کریم کا فضل اور احسان ہے۔ کہ اس ملک کے لوگ روز بروز اسلام کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔ اگر میرے پاس ضروریات اشاعت کے لئے کافی فنڈ ہوتا تو انشاء اللہ بہت جلد ایک بڑی جماعت داخل اسلام ہو جاتی۔ یہاں کے لوگ چنداں متعصب نہیں۔ مگر ان تک پہنچنے تک واسطے اور انہیں دین اسلام کی خوبیاں بتلانے کے ذرائع بڑا خرچ چاہتے ہیں۔ گذشتہ رپورٹ کے بعد

تئیس (۲۳) اور نو مسلم

امریکن اصحاب اور خواتین ہوئے۔ ان کے اسماء اور اسلامی نام درج ذیل ہیں:۔

مسٹر ایچ البرٹو ساکن فلڈریڈا (مبارک) مسز بی البرٹو۔ (برکت)۔ مسٹر ٹی ڈان۔ شکاگو (عبد الرشید) مس وکٹوریہ سانڈر (امینہ)۔ مسٹر کوہان ساکن بوٹ (امان اللہ)۔ مسٹر وایٹ۔ شکاگو (احمد دین) مسٹر ہینری میل (شکاگو) (مستقل)۔ مسٹر اے بی لشر ساکن نیویارک (اسلام)۔ ڈاکٹر سی بی ہین ساکن ٹیما (حکیم) مسز فرانس رسل۔ ساکن شکاگو (آمنہ) مسز اوما جیکب (آمنہ) مسٹر ٹامس ایف گلین ساکن شکاگو (محمد) مس اے بی نی روے او ساکن ریڈنگ (انوری) مسٹر جان کیل و مسز لو ٹیس کیل

(اسلامی یحیٰی و لطیفین) مسز وائی بل (حمیدہ) مسٹر والٹر جیکسن (حمید) مسٹر ولیم کلارک (عبدالرحیم) مسٹر آر آر تیبر مین۔ یہ نوجوان مجھے اول شہر ٹولیڈو میں ملا تھا۔ اُسے جو شوق ہے۔ کہ دوسروں کو بھی پیغام حق پہنچائیں۔ اسلامی نام عبدالرحمٰن ہ

مسٹر جیوال انٹونیو کروزیٹ۔ یہ ایک معزز تعلیم یافتہ صاحب کئی ایک علمی سوسائٹیوں کے ممبر ہیں (میڈم راحتہ اللہ کے ساتھ مدت سے ان کی ملاقات اور خط و کتابت تھی۔ آخر میڈم کی تبلیغ سے اب دین اسلام قبول کیا۔ شہر نیویارک میں رہتے ہیں۔ اسلامی نام شریف رکھا گیا شرفہ اللہ العزیز ہ

مسٹر انتھونی برکمار ڈٹ۔ یہ صاحب ہمارے نومسلمین مبارک اور برکت کے ذریعہ سے مسلمان ہوئے ہیں۔ اسلامی نام مسلم رکھا گیا ہ

لیکچر ان ایام میں قریباً بیس لیکچر ہوئے اور دس مضامین مختلف اخباروں میں شائع ہوئے جن میں سے بعض کا اقتباس انشاء اللہ رسالہ اکتوبر میں درج کیا جاوے گا ہ

رسالہ میں تائید اسلام کے واسطے ایک سہ ماہی رسالہ جاری کیا ہے۔ اور کثیر تعداد میں چھاپ کر اس ملک کے مختلف شہروں میں بطور نمونہ مفت بھیج دیا ہے۔ اگر احباب امداد کریں اور اپنی طرف سے قیمت دے کر اس ملک کے لوگوں کے نام رسالہ جاری کرائیں۔ تو یہ بڑے ثواب کا کام ہے۔ رسالہ کا نام شمس الاسلام Moslem Sunrise رکھا گیا ہے۔ کیونکہ اس وقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہو رہی ہے۔ کہ آخری زمانہ میں سورج مغرب (ممالک امریکہ) سے طلوع کرے گا یہ سورج اسلام کا آفتاب ہے ہ

اخبار ہندوستان میں کوئی کسی کی بہو بیٹی کے حسن و قبح کا ذکر کرے۔ تو لڑنے مرنے تک نوبت پہنچے۔ یہاں آئے دن پبلک جلسوں میں ہزار ہا شرفاء اور معززین کی لڑکیاں حسن کے میدان مقابلہ میں جمع ہوتی ہیں۔ ان کے فوٹو اخباروں میں نکلتے ہیں۔ ججوں کی رائے میں جو سب سے زیادہ حسین ہوتی ہیں۔ ان کو انعام ملتا ہے۔ اور اونچے تختوں پر بٹھا کر شہر میں جلوس نکالا جاتا ہے۔ جیسا کہ ہندو صاحبان ایام ہولی میں یا دسہرا میں کرتے ہیں۔ ایک میم صاحبہ نے اخبار میں مضمون درج کرایا ہے کہ اچھا خاوند وہ ہے۔ کہ جب عورت اپنے کسی دوست مرد کے سیر کو یا دعوت کو جائے۔ تو خاوند پھولوں کا دستہ لیے موقعہ کے واسطے ساتھ کر دے اور لکھتی ہیں۔ کہ میرا خاوند ایسا ہی کرتا ہے ہ

امریکہ کے پریذیڈنٹ ہارڈنگ کے باپ نے اس بڑھاپے میں ایک مس صاحبہ سے شادی کی ہے۔ ان کا نام ڈاکٹر ہارڈنگ ہے۔ اس کا ملک میں بہت چرچا ہو رہا ہے۔ یہاں عیدالضحیٰ اتوار کے دن پڑھی گئی مرغ یہاں چھ روپے کو ملتا ہے۔ بکرے کا اندازہ کر لیں۔ شہر کے اندر جانور کا ذبح کرنا منع ہے۔ لہٰذا قربانی کے واسطے مشکلات۔ تاہم بعض مسلمانوں نے حل کر لی۔

اس سال گرمی ۹۵ درجہ تک رہی۔ ایک ماہر قدیمہ نے رائے پیش کی ہے۔ کہ آدم کا جنت عدن ملک امریکہ میں تھا۔ ایک فاضل کہتے ہیں۔ کہ زمین کی گرمی اور سردی چکر کھاتی رہتی ہے۔ کئی ہزار سال قبل ایشیا ٹھنڈا تھا اور یورپ گرم۔ اب پھر رفتہ رفتہ یورپ گرم ہو جائیگا

یہاں بعض ڈاکٹر مجرموں کو جیل خانوں سے لیکر اپنے شفاخانوں میں رکھتے ہیں اور علاج کرتے ہیں ان کی رائے ہے۔ کہ عادت جرم مرض ہے اور علاج کرنے سے دور ہو سکتی ہے۔ سابق پریذیڈنٹ مسٹر ولسن

نے پیشہ وکالت اختیار کیا ہے۔ مرض سرطان کا ایک سبب کثرت نمک خوری دریافت ہوا ہے ؁

عطائے ڈگری | ٹنیا فیزیکل کالج سینٹ لوئیس نے عاجز کو ڈاکٹر آف ڈیونٹی کی ڈگری اور ڈپلوما عطا کیا ہے ؁

طلباءِ ہند سے | جو تعلیم کے واسطے امریکہ آنے کے خواہشمند ہیں۔ ان کے اطلاع کے واسطے لکھا جاتا ہے۔ کہ یہاں کوئی ایسا کالج نہیں جو طلباء کو آتے ہی گذارے کے واسطے وظیفہ دیوے۔ کم از کم چھ ماہ کا خرچ ضرور ساتھ لانا چاہیئے ؁

(۲) ہر ایک علم اور فن جس قدر ہندوستان میں سیکھنا ممکن ہے۔ وہاں حاصل کرکے بعد میں مزید استعداد اور علم کے واسطے یہاں آنا چاہیئے ورنہ ابتدائی علوم کا یہاں سیکھنا بہت سا روپیہ ناحق ضائع کرنا ہوگا۔ والسلام ؁ خادم محمد صادق عفا اللہ

(Dr.) M. M. Sadiq
27. Lo Bell Ave
Highland Park
U. S. America

بخدمت برادران احمدیہ اسلام علیکم۔ مذکورہ اصحاب کے علاوہ سات مسلمان داخل سلسلہ حقہ احمدیہ ہوئے۔ مسلم سن رائز کی قیمت امداد جلد ارسال فرمادیں۔ مجھے کئی ماہ متواتر خرچ نہ آنے سے خوف ہے۔ کہ کام بند ہو جاوے۔ احباب تقویت فنڈ تبلیغی کی طرف توجہ کریں۔ والسلام۔

دعاگو۔ صادق

آیت و اٰخرین منہم کے مفہوم پر اعتراض اور اس کا جواب

جیسا کہ حَکَم و عدل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتب میں بالوضاحت اور بالتصریح بیان فرمایا ہے۔ سورۃ جمعہ کی آیت و اٰخرین منہم لما یلحقو بہم سے ہمارے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ کا ثبوت ملتا ہے۔ اور کوئی عقلمند جس نے غور اور تدبر سے قرآن کریم کا مطالعہ کیا ہو۔ اس بات سے ہرگز انکار نہیں کرسکتا۔ کہ بلاشبہ ان آیات میں آپ کی بعثت اولےٰ کے علاوہ بعثت ثانیہ کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ میں اس مختصر تحریر میں اس امر کو چھوڑتا ہوا۔ کہ کن کن دلائل اور براہین سے اور کن زبردست قرائن سے آپ کی بعثت ثانیہ ثابت ہوتی ہے۔ صرف ایک اعتراض کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ جو کہ کم فہمی کی وجہ سے ہمارے استدلال پر کیا جاتا ہے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منہم یتلوا علیہم اٰیتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلٰل مبین و اٰخرین منہم لما یلحقوا بہم وھو العزیز الحکیم۔ سورۃ جمعہ

یعنی اللہ وہ ذات پاک ہے جس نے امیوں میں محض اپنے فضل و رحم سے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ جو کہ ان پر اس کی آیات پڑھتا اور ان کا تزکیہ نفس کرتا۔ اور ان کو کتاب و حکمت سکھلاتا ہے اور البتہ آپ سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں تھے۔ کوئی کہہ سکتا تھا۔ کہ آپ کا مبعوث ہونا اور یہ کام کرنا یہ سب کچھ اتفاقی طور پر ہے۔ اس لئے فرمایا۔ و اٰخرین منہم کہ ایک

دفعہ تو آپ کی بعثت کو اتفاق پر محمول کر سکتے ہیں۔ مگر یہ تو پھر دوسری دفعہ بھی ایک ایسے گروہ میں مبعوث کیا جاوے گا۔ جو ابھی تک ان سے ملحق نہیں ہوئے (کیونکہ وہ تو آپ سے براہ راست اور بذریعہ صحبت فیض حاصل کر رہے تھے۔ مگر اٰخرین منھم تو تب اُن سے ملیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان میں بھی مبعوث ہوں۔ اور اور وہ بھی اسی طرح بغیر کسی قسم کے فرق کے آپ سے فیض حاصل کریں)

اعتراض اس پر اعتراض یہ کیا جاتا ہے۔ کہ بَعَثَ فعل ماضی ہے۔ جس کے معنے ہیں "اس نے بھیجا زمانہ گذشتہ میں" مگر تم (احمدی) اٰخرین منھم کو بوجہ بربنائے عطف علی الامیین یا ان اٰخرین سے مسیح موعود کی جماعت مراد لیتے ہو۔ جس سے بعثت کے معنے استقبال کے ہو جاتے ہیں۔ یعنی بھیجیگا۔ اٰخرین میں۔ خلاصہ اعتراض یہ ہے۔ کہ بعث فی الامیین میں بعث کے معنے ماضی کے لئے جاتے ہیں۔ اور پھر اسی لفظ کے معنے استقبال کے بھی کئے جاتے ہیں۔

حالانکہ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔ کہ ایک ہی صیغہ۔ ماضی کے معنے بھی دیوے اور مضارع کے بھی۔ بے شک صیغہ ماضی استقبال کے لئے بھی آجاتا ہے۔ مگر پھر وہاں بھی اس کے پہلے معنے ترک کر دیئے جاتے ہیں۔ پس اگر بعث کے معنے یہ کئے جاویں کہ بھیجے گا۔ تو تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ نبی کریم کبھی ابھی تک مبعوث نہیں ہوئے۔

حالانکہ یہ بالبداہت باطل ہے۔ اور اگر ماضی کے معنے کریں۔ تو وہ اٰخرین منھم سے ایسی جماعت مراد لینا کہ جو تیرہ سو سال بعد میں آنے والی ہو درست نہو گا:

جواب محض ضد اور تعصب سے یہ عذر پیش کیا جاتا ہے ورنہ اگر وہ اپنے ہی گریبانوں میں منہ ڈالتے تو انہیں معلوم ہو جاتا۔ کہ خود ان کے اپنے کئے ہوئے معنوں پر بھی یہی اعتراض لوٹتا ہے۔ کیونکہ بقول بعض مفسرین اگر اٰخرین سے مراد تابعین بھی لے لئے جاویں۔ تب بھی بَعَثَ کے معنے مضارع کے ہی بن جاتے ہیں۔ کسی فعل کے مستقبل ہونے سے یہ ہرگز لازم نہیں آتا۔ کہ ضرور وہ فعل ہزار ہا برس بعد ہی ہو۔ بلکہ مستقبل کے معنے صرف اس قدر ہیں کہ زمانہ تکلم کے بعد وہ فعل واقع ہو۔ خواہ فوراً ہی کیوں نہ ہو جائے۔ اور بہرحال گروہ تابعین بھی زمانہ تکلم یعنی بوقت نزول آیت و اٰخرین منھم کے بعد ہی صحابہ سے ملحق ہوئے تھے۔ لیکن جیسا کہ اہل علم جانتے ہیں۔ مفسرین نے اس سے مراد وہ سب لوگ بھی لئے ہیں۔ جو قیامت تک مسلمان ہونگے۔ دیکھو تفسیر کبیر سورہ جمعہ فتح البیان و اولی الالباب۔ پس یہ خیال کرنا کہ ایک صیغہ ایسے دو معنوں کے لئے نہیں آسکتا۔ جن کا دو مختلف زمانوں سے تعلق ہو۔ محض جہالت اور قرآن مجید سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ قرآن کریم میں ایک ہی صیغہ اسی طریق پر دو معنوں کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ جیسا کہ سورہ احزاب ع۳ میں فرمایا و اورثکم ارضھم و دیارھم و اموالھم و ارضاً لم تطؤھا وکان اللّٰہ علٰی کل شیءٍ قدیراً۔ یعنی اے مسلمانوں! خدا نے تم کو کافروں کی زمین اور ان کے گھروں اور مالوں کا وارث بنا دیا ہے۔ اور ایک ایسی زمین کا وارث بھی بنائے گا۔ جو ابھی تک تمہارے قبضہ میں نہیں ہے۔ دیکھئے آیت ہذا میں اَوْرَثَ جو کہ فعل ماضی ہے۔ ارضھم وغیرہ کے لئے تو ماضی کے معنوں میں مستعمل ہوا ہے۔ لیکن یہی فعل ارضاً لم تطؤھا کے لئے استقبال کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ کیونکہ ارضاً سے مراد بقول مفسرین شام اور روم کی زمین ہے۔ جو کہ بعد از نزول آیت و اورثکم بعہد خلافت حضرت عمرؓ مسلمانوں کے قبضہ میں آئی تھی اور بعض مفسرین نے تو یہاں تک لکھا ہے۔ کہ اس سے مراد

ہر ایک وہ زمین ہے۔ جو قیامت تک مسلمانوں کے قبضہ میں آتی رہے گی۔ دیکھو تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۸۱

پس ہمارے معنوں پر اعتراض کرنے والے اصحاب آیت زیر بحث کے اپنے معنوں پر اور نیز آیت محولہ بالا کے مضمون پر غور فرماویں ۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ ہر ایک امر جو قیامت تک یا اس سے بھی بعد ہونیوالا ہے۔ وہ خدا کے علم میں فی حکم الماضی ہوتا ہے۔ کیونکہ جس طرح زمانہ ماضی میں ہوئے امر کا وقوع یقینی اور قطعی ہے۔ ٹھیک اسی طرح بلکہ اس سے بھی بڑھ کر وہ امر جو آئندہ ہونیوالا ہے۔ خدا کے علم میں قطعی اور یقینی ہوتا ہے۔ اس لئے اگر خدا تعالے اکسی آئندہ ہونیوالے امر کو ماضی سے تعبیر کرے تو کوئی حرج لازم نہیں آسکتا۔

اس میں کیا شک ہے۔ کہ خدا کے علم ذاتی میں اورثکم ارضہم والی زمین اور ارضاً لم تطؤھا والی زمین حضرت نوح کیا حضرت آدم سے بھی پہلے خدا کے علم ذاتی میں مسلمانوں کے ماتحت ہو چکی ہوئی تھی۔ اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت اُولی اور اور بعثت ثانیہ ابتدائے دنیا سے بھی پہلے ہو چکی تھی فرق صرف اتنا ہے۔ کہ بعثت اُولیٰ علم واقعہ کے لحاظ سے بھی ماضی کے رنگ میں آگئی۔ اور بعثت ثانیہ صرف علم ذاتی کے لحاظ سے ہی ماضی رہی ۔

(نوٹ) یاد رہے۔ کہ علم الٰہی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک علم ذاتی کہلاتا ہے۔ اس سے مراد وہ علم ہے جو ہر ایک چیز کے خلق اور اس کے ظہور سے پہلے ہی خدا کو حاصل تھا اور ہے۔ (۲) اور پھر جب وہ چیز وقوع میں آجاتی ہے۔ تو اب جو علم اس کے ظاہر ہونے پر حاصل ہوگا۔ اس کو علم واقعہ کہتے ہیں ۔

اور اسی شرکت کی وجہ ہے کہ جو دونوں بعثتوں میں شرک تھی۔ بعثت ثانیہ کو بھی بعثت کے ماتحت ہی لایا گیا ہے۔ جیسا کہ اورثکم کے نیچے ہی ارضاً لم تطؤھا کو بیان کیا گیا ہے۔ آخر میں میں ان تمام دوستوں سے جو ابھی تک سلسلہ احمدیہ میں داخل نہیں ہوئے۔ التماس کرتا ہوں۔ کہ وہ خدا تعالے سے ہی دعائیں کریں۔ اور اسی کے حضور عاجزی وانکساری سے گریہ زاری کریں۔ اور اسی سے اپنے تمام گناہوں کی معافی چاہیں۔ تا کہیں اپنے شامت اعمال کی وجہ سے ہی حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی وامی) کی بعثت ثانیہ کے فیض سے محروم رہ کر بعثت اولیٰ سے انکار کرنیوالوں کی طرح خدا کی ملاقات اور اس کے دیدار فی الدنیا و الآخرۃ سے بے نصیب نہ رہ جائیں ۔

راقم تاج الدین لائل پوری (مدرسہ احمدیہ)

ایک سوال کا جواب

سوال پیروان اواگون جب مسئلہ تناسخ کی بحث میں کسی جگہ ہاتھ پڑتا نہیں دیکھتے۔ تو جھٹ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ اگر تناسخ باطل اور جھوٹ ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ مثلاً ایک آدمی کے چار بیٹوں کی مختلف حالتیں ہوتی ہیں۔ ایک غریب اور فقیر ہوتا ہے اور ایک لنگڑا ہے۔ اور ایک لاولد اور ایک صاحب اولاد ہے۔ اور وہاں پرمیشر عادل بھی ہے اور پھر کیا سبب ہے۔ کہ اس نے بے گناہ روح کو اندھے جسم میں ڈال کر تکلیف دی۔ پس مسئلہ تناسخ کے سوا اس اختلاف کی کوئی وجہ نہیں۔

الجواب اس جگہ اللہ تعالے کے عادل ہونے کی

بحث قیاس مع الفارق ہے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کا عادل ہونا وہاں سمجھا جائے گا۔ کہ جہاں پر ارواح کا کوئی عمل بھی ہو۔ جب مسلمات اسلام میں سے یہ ہے۔ کہ ارواح کو بغیر کسی پہلے عمل کے اس کے مناسب جسم میں بھیجا گیا ہے تو پھر یہ اعتراض کرنا۔ کہ اگر مسئلہ تناسخ نہ قبول کیا جاوے تو پھر گویا اللہ تعالےٰ کو غیر عادل ماننا پڑے گا باطل ٹھیرتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ارواح کے معاملہ میں تب ہی عدل کو کام میں لائے گا۔ جب کہ ان کی طرف سے کوئی عمل ہو۔ تو اس وقت اللہ تعالےٰ اپنی صفت مالکیت کو کام میں لائیگا۔ مالک کو اختیار ہے۔ کہ جتنا چاہے دے اگر کوئی آدمی پانچ روپیہ میں سے ایک زید کو اور باقی چار بکر کو دیدے۔ تو کیا وہ ظالم ہوگا۔ اور کیا زید کا حق ہوگا۔ کہ اس کو غیر عادل قرار دے ہرگز نہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ اگر یہ فعل اس سے صادر ہو۔ جو ہر ایک چیز کا حقیقی مالک ہے۔ تو اس کو ظلم قرار دیا جائے۔ بلکہ یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے۔ کہ اس نے اپنی ملکیت دوسروں کو عطا کی۔ خواہ کسی کو کم کسی کو زیادہ دیا ہو۔

تناسخ کی صورت میں پرمیشر عادل نہیں ٹھیرتا

اور پھر سب سے ضروری یہ بات ہے۔ کہ اگر بغیر تناسخ ماننے کے پرمیشر عادل نہیں ٹھیر سکتا۔ تو میں بتاتا ہوں۔ کہ اگر تناسخ کو قبول کیا جاوے تو پھر بھی پرمیشر عادل نہیں ٹھیر سکتا۔ بلکہ یہ پرمیشر کا ظلم مانا جاتا ہے۔ جیسا کہ مسلمہ فریقین ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ پرمیشر انسان کو ضرور مارتا ہے۔ اور گویا ایک شخص کو دس سال کی عمر میں مرگیا۔ صرف دس سال کے اعمال کے ثمرات ملتے ہیں۔ حالانکہ وہ نیک کام کرتا ہے اور ہمیشہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے اس کو قبض کر لیا ہے۔ اور اب صرف اس کو دس سال کے اعمال کا بدلہ دیا۔ دوستو! غور کرو۔ کہ کیا دریں صورت پرمیشر عادل رہ سکتا ہے۔ جب تناسخ کو مان کر بھی پرمیشر عادل نہیں رہتا۔ تو تناسخ بھی غلط ماننا پڑیگا۔

عادل کی حقیقت

یاد رکھنے چاہیئے۔ کہ عادل کے معنے یہ ہوتے ہیں۔ کہ مثلاً ایک شخص نے چار مزدور لگائے اور ایک روپیہ فی واحد مزدوری مقرر کی۔ لیکن شام کو ان میں سے بعض کو کم مزدوری دے۔ تو وہ ظالم ہوگا۔ اور اگر سب کو مقررہ مزدوری دے تو عادل کہلائیگا۔ پس جب ہم مانتے ہیں۔ کہ ارواح نے ابتدا میں کوئی عمل نہیں کیا تھا۔ تو پھر وہاں عادل وغیر عادل کی بحث فضول ہوگی۔ لیکن بروز قیامت جب کہ ارواح نے کچھ اعمال کئے ہونگے اللہ تعالےٰ ان سے عدل کا سلوک کریگا۔ بلکہ عدل سے بھی زیادہ دیگا۔ کیونکہ وہ مالک ہے۔

کمی وبیشی رزق کی حکمت

انسان کی عادت ہے۔ کہ وہ کسی انعام کی ہرگز قدر نہیں کرتا۔ جب تک کہ اس کی عدم نیت سے متاثر نہ ہو جاوے پس اللہ تعالےٰ نے اس مصلحت کی وجہ سے دنیا میں کچھ انسان ایسے بھی پیدا کر دیئے۔ کہ جن سے باقی ماندہ لوگ نصیحت پکڑیں۔ اور اللہ تعالےٰ کی نعمتوں کا شکریہ ادا کریں۔ اور ان کے لئے اگر صبر کریں۔ جنت کا وعدہ فرمایا جیسا کہ احادیث شریفہ سے واضح ہوتا ہے۔

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ ولو بسط اللّٰہ الرزق لعبادہٖ لبغوا فی الارض ولکن ینزّل بقدرٍ ما یشاءُ انّہ بعبادہٖ خبیرٌ بصیرٌ کہ دنیا میں کمی بیشی رزق تناسخ کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ انسانی فطرت کے مطابق اس میں مصلحت تھی۔ کیونکہ اگر اللہ تعالےٰ بندوں کے لئے رزق زیادہ دیتا تو وہ دنیا میں بغاوت کرتے۔ اس لئے اس نے ہر ایک کو اس کی مقدار کے مطابق دیا ہے اور وہ بندوں کی حالتوں اور طبیعتوں کو جانتا ہے۔

غور کریں۔ کہ اگر دنیا میں ہر ایک کے پاس ایک جیسا ہی مال ہوتا۔ تو پھر خاکروب اپنا کام کرنے لگے تھے۔ اسی طرح باقی احمد کو خیال کر لو ٭

پس کمی بیشی رزق بباعث تناسخ نہیں۔ بلکہ باعث امن ہے ٭ الراقم۔ اللہ دتا (جالندھری)

کیا امیر المنکرین گورنمنٹ کے خلاف تلوار اٹھائینگے

پچھلے مہینہ میں جناب امیر المنکرین صاحب اور مولانا احسن کے درمیان کوئی اس قسم کی خط وکتابت کا ہمیں علم ہوا ہے جس سے صاف پایا جاتا ہے۔ کہ امیر المنکرین گورنمنٹ کے خلاف تلوار اٹھانیکی ضرورت محسوس کر رہے ہیں۔ یہ ایک حیرت انگیز انکشاف ہے۔ جو حال ہی میں ہوا ہے۔ جس نے پیغام پارٹی اور ان کے امیر کے تمام خفیہ حالات کو واضح کر دیا۔ اور ایسا کوئی منصوبہ کرنا ان لوگوں سے کوئی بعید نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ایک وقت تھا۔ جب کہ خلافت اول کے زمانے میں اسی پارٹی کے بعض سرگروہ لیڈروں نے اظہار الحق نامی ٹریکٹ گمنام شایع کئے۔ جن پر مطبع تک کا نام نہ تھا۔ وہ ٹریکٹ روحانی گورنمنٹ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے درمیان فتنہ اور فساد کی بہت بڑی بنیاد تھے۔ اور خود حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی انہیں بدظنی کی گئی تھی۔ اس وقت ایڈیٹر الحکم نے گورنمنٹ کی توجہ دلائی تھی۔ کہ وہ اس خفیہ جماعت کا پتہ لگائے۔ جس نے اس قسم کا گمنام ٹریکٹ شایع کئے ہیں۔ اور جن پر مطبع تک کا نام نہیں۔ کیونکہ اس تمام سوسائٹیاں جو مخفی کام کرتی ہیں خواہ وہ کسی ایک شخص کے خلاف ہوں یا کسی [illegible] آخر وہ ملک اور گورنمنٹ کے [illegible]

ثابت ہوتی ہیں وہ سو بالکل ہی [illegible] ہے۔

جماعت کے اندر نفاق اور فساد ڈالنے کیلئے ایک خفیہ سوسائٹی بنائی گئی۔ آخر قدرت کے ہاتھ نے ان کو ظاہر کر دیا اور وہ بہت بری طرح سے ارض مقدس سے نکالے گئے۔ اور اس پاک جماعت میں سے اخراج منہ الیہ بدیوں کے ماتحت [illegible] ہے۔ اس کے چند ہی سال کے بعد اسی سوسائٹی نے اب گورنمنٹ کے خلاف خفیہ منصوبے تجویز کرنے شروع کر دیئے۔ اور اس منصوبہ کا راز اس خفیہ خط وکتابت نے کھول دیا۔ جو مولوی محمد علی اور مولوی محمد احسن صاحب کے درمیان ہوئی ہے۔ اس خط وکتابت میں سے ایک خط ہمارے ہاتھ لگ گیا ہے۔ جس کو ابھی ہم محفوظ رکھیں گے۔ اور ضرورت کے وقت اس کو شایع کریں گے ٭

یہ خط خوب واضح کر دیتا ہے۔ کہ جیسے ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور والی مثل ہے۔ بالکل اسی طرح یہ لوگ ظاہر کچھ کرتے ہیں اور در اصل قدم کسی اور طرف اٹھاتے ہیں۔ اخباروں میں تقریروں میں ظاہر کیا جاتا ہے۔ کہ ہم سرکار عالیہ کے وفادار ہیں۔ ہم تارک موالات نہیں۔ مگر خفیہ طور پر ایک دوسرے کو یہاں تک پوچھا جاتا ہے۔ کہ کیا اب تلوار اٹھانے کا وقت آ گیا ہے یا نہیں ٭

مولوی محمد احسن صاحب اپنے تازہ خط میں جو مولوی محمد علی کی کسی خط کا جواب ہے۔ یہ لکھتے ہیں:۔

"مولانا [illegible] تلوار اٹھانیکے لئے ہیں تو کیا سکتا ہے۔ مگر مہاتما گاندھی اور علی برادران وغیرہ وغیرہ بھی تلوار اٹھانیکی اجازت ہرگز ہرگز نہیں دیتے۔ چونکہ [illegible] ترک موالات کے وہ شایع کر رہے ہیں۔ ان تجاویز میں کسی جگہ پر کوئی اشارہ بھی نہیں۔ اگر جناب کو اس کا اشارہ کوئی ملا ہے۔ تو ضرور بالضرور مطلع فرمایا جاوے"

خط کے اس اقتباس سے صاف واضح ہو رہا ہے۔ کہ امیر المنکرین احسن امروہی سے فتویٰ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ جس کے جواب میں وہ کہتا ہے۔ کہ "مولانا ہندوستان میں تلوار اٹھانے کے لئے میں تو کچھ نہیں کہہ سکتا ہوں۔ یہ الفاظ خود بخود کہہ رہے ہیں۔ کہ امیر المنکرین ہندوستان میں تلوار چلانے کے متعلق ان سے استصواب کر رہا ہے۔ جس کا یہ جواب ہے۔

پس کیسے تعجب کی بات ہے۔ کہ گورنمنٹ کو دھوکا دینے کے لئے ایسے خطبے اور لیکچر دیئے جن سے گورنمنٹ کو ان کے لائل ہونے کا شبہ ہو۔ مگر خفیہ ایسی کارروائیاں کرتی۔ جو نہایت خطرناک ہوں۔ گورنمنٹ کو ایسے لوگوں کے متعلق خاص طور پر احتیاط کرنی چاہیئے۔ جو کہ مار آستین ہوں گاندھی۔ محمد علی۔ شوکت علی۔ جو کچھ کر رہے ہیں۔ کھلم کھلا رہے ہیں۔ ان کے تجاویز ان کے منصوبے علی الاعلان ہیں۔ مگر ان کی کارروائیاں بالکل مخفی۔ اور دوست بنکر نقش زنی کی تیاریاں ہیں۔ جو بہت خطرناک ہیں۔ ان کی بظر احمدیہ پبلک اور ہمارے ان بھائیوں کے لئے جو ان موٹی تازہ مومنانہ شکلوں پر دھوکہ خوردہ ہیں۔ اس حقیقت کو کھول دے گی۔ جو انہوں نے مذہبی رنگ میں چھپا رکھے ہیں: مسئلہ خلافت کا انکار۔ مسئلہ کفر اسلام۔ مسئلہ نبوت وغیرہ مسائل تو محض لوگوں کو دکھانے کے لئے اور دھوکہ دینے کے لئے وضع کئے گئے۔ مگر یہ ساری چالیں دنیا کے حاصل کرنے کے لئے کی گئیں تھیں۔ اور اپنا الو سیدھا کرنا چاہا تھا۔ اور کچھ نہ تھا۔ لوگوں کو مذہب کی آڑ میں دھوکا دیا گیا۔ بالکل اسی طرح گورنمنٹ کے ساتھ پیمان خرما باندھتے ہوئے۔ اس قسم کی خط وکتابت کرنی اگر گورنمنٹ کو دھوکا دے کر اپنا مطلب سیدھا کرنا نہیں۔ تو اور کیا ہے:

ساتھ ہی اس عبارت سے جو میں نے اس خط سے اقتباس کی ہے۔ صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ احسن امروہی اور محمد علی لاہوری گاندھی کو اپنا ان امور میں پیشوا خیال کرتے ہیں۔ ورنہ احسن کو گاندھی جی کے قول کو بطور حجت کے پیش کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ اور یہ ایک مسلمہ بات ہے۔ کہ حجت کے لئے وہی قول پیش کیا جاتا ہے۔ جو فریقین کا مسلمہ ہو۔ اگر گاندھی جی کا وجود فریقین کے نزدیک مسلمہ نہیں۔ تو احسن امروہی کے اس قول کو بطور حجت پیش کرنے کی کیا ضرورت تھی:

پس یہ بات بھی کہ غیر مبائعین گاندھی جی کے پیچھے چل رہے ہیں بالکل صاف ہو جاتی ہے:

شیخ محمود احمد

خریداران اخبار الحکم۔ کی توجہ

تمام خریداروں کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ وہ اپنا اپنا بقایا صاف کرکے مشکوری کا موقع دیں:

(۱) اور اپنے صحیح پتوں سے اطلاع دیں۔ بہت سے اخبار غلط پتہ ہونے کی وجہ سے واپس ہو آتے ہیں۔ خط وکتابت کے وقت نمبر خریداری ضرور دیا کریں:

(۲) اگر کسی خریدار کو کوئی پرچہ نہ ملے۔ تو ہفتہ کے اندر اندر اطلاع دے کر وصول کریں۔ ورنہ اس کوئی شکایت نہ سنی جائیگی:

(۳) جواب کے لئے جوابی کارڈ لازمی ہونا چاہیئے

(۴) اخبار کیلئے توسیع اشاعت کے لئے ہر ایک [illegible] نئے خریدار دے کر کار ثواب میں شامل ہوں:

مینیجر الحکم